AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حدیثِ غیر ملفوظ": سنتِ رسول ﷺ کی خاموش جہت پر اصولی تحقیق

"UNSPOKEN HADITH": A PRINCIPLED STUDY ON THE SILENT DIMENSIONS OF THE SUNNAH

Ayyaz Akhtar
PhD scholar University of Okara
Email: akhtarayaz277@gmail.com
Sohail Ahmad
PhD scholar University of Okara
Email: sohailahmad08101997@gmail.com

Abstract:
The study of Hadith literature has historically centered on the verbal sayings and articulated actions of the Prophet Muhammad ﷺ. However, a less explored yet deeply significant category within Sunnah is the realm of "Hadith Ghayr Malfuz" — the unspoken or silent expressions of the Prophet ﷺ, including his tacit approvals, expressive gestures, non-verbal actions, and moments of intentional silence. These subtle aspects of Prophetic behavior often carry immense legislative, ethical, and spiritual weight, yet they remain marginalized in mainstream Hadith discourse.
This paper seeks to conduct a foundational and principled analysis of the concept of Hadith Ghayr Malfuz, investigating its epistemological basis, legal authority (حجّية), and its role in Usul al-Hadith and Usul al-Fiqh. It further examines classical and contemporary juristic perspectives on the evidentiary value of non-verbal Sunnah and identifies methodological frameworks that can integrate this overlooked dimension into modern Islamic legal reasoning. In doing so, the paper aims to revive a holistic understanding of Prophetic Sunnah—one that is not only verbal but embodied, silent, and expressive.

تمہید

اسلامی شریعت کی تعبیر و تفہیم میں سنتِ نبویہ ﷺ کو ایک مرکزی و بنیادی مصدر کی حیثیت حاصل ہے۔ سنت صرف وہ الفاظ نہیں جو زبانِ اقدس سے جاری ہوئے، بلکہ وہ جامع اسلوبِ حیات ہے جس میں قول، فعل، تقریر، سکوت، اشارہ، عادت، اور طبیعتِ مبارکہ کے وہ پہلو بھی شامل ہیں جن سے شریعت کی روح مترشح ہوتی ہے۔ تاہم، ماضی و حال کی اکثریتی علمی کاوشیں سنتِ نبوی ﷺ کے ملفوظ پہلو پر مرکوز رہی ہیں، جب کہ "حدیثِ غیر ملفوظ"—یعنی رسول اللہ ﷺ کی وہ سنت جو خاموشی، اشارہ، یا ترک و سکوت کی شکل میں ظاہر ہوئی—ایک نظر انداز شدہ تحقیقی میدان کے طور پر باقی رہی ہے۔

یہ خاموش سنتیں یا غیر ملفوظ احادیث، بسا اوقات زبان سے ادا شدہ کلمات سے زیادہ گہرے معانی رکھتی ہیں۔ آپ ﷺ کا سکوت، کسی فعل پر تنقید یا تائید کے بغیر خاموشی اختیار کرنا، کسی عمل کو روکنا یا جاری رہنے دینا—یہ سب ایسی جہات ہیں جو تشریعی حیثیت رکھ سکتی ہیں، مگر ان کی علمی حیثیت و حجیت کے اصولی پہلو ابھی بھی وضاحت و تحقیق کے طالب ہیں۔

یہ تحقیقی کوشش، "حدیثِ غیر ملفوظ" کے مفہوم، دائرۂ کار، حجیت، اور اس کے اصولی و فقہی اثرات کو تفصیل سے بیان کرنے کی سعی ہے۔ اس میں ہم یہ جائزہ بھی لیں گے کہ کیا خاموشی بذاتِ خود ایک زبان ہے؟ اور کیا سنت کے غیر ملفوظ پہلو کو قانون سازی، فقہی استنباط، اور تربیتی عمل میں شامل کیا جانا چاہیے؟ اس ضمن میں ائمہ حدیث، اصولیین، اور فقہاء کی آراء کو جمع کر کے ایک فکری نقشہ مرتب کیا جائے گا تاکہ ایک ہمہ جہت سنتی تصور سامنے آسکے۔

حدیثِ غیر ملفوظ: مفہوم، دائرہ کار اور امتیازی پہلو

علم حدیث کے معروف مناہج میں "حدیثِ غیر ملفوظ" ایک ایسا اصطلاحی و مفہومی پہلو ہے، جو باوجود اپنی اہمیت کے، تفصیلی بحث سے محروم رہا ہے۔ اس سے مراد وہ غیر ملفوظ سنتیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اقدس سے صادر نہ ہوئیں، بلکہ سکوت، اشارہ، ترک، یا ردِ عمل کی صورت میں ظاہر ہوئیں اور شریعت کی روشنی میں تشریعی قدر و وزن رکھتی ہیں۔

مثلاً ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ کے سامنے کوئی عمل انجام دیا، اور آپ ﷺ نے اس پر رد، ناراضگی یا اصلاح کے بجائے خاموشی اختیار فرمائی۔ ایسی صورت میں محدثین اور اصولیین اسے تقریری سنت شمار کرتے ہیں۔ امام قرافی فرماتے ہیں:

"سكوت النبي ﷺ لا يكون عبثاً، فإنما سكوته تشريعٌ متى وُجِد مقتضيه"[1]

نبی کریم ﷺ کا سکوت عبث نہیں ہوتا، بلکہ جہاں تشریع کا تقاضا ہو، وہاں یہ بذاتِ خود ایک دلیل و رہنمائی ہوتا ہے۔

سنتِ تقریریہ کے اس تصور کو اصولیین نے مختلف جہات سے پرکھا ہے۔ سکوت کا مطلب صرف خاموشی نہیں، بلکہ سیاق و سباق، موقع و محل، اور تعامل کے قرائن کے ساتھ مل کر وہ ایک تشریعی اشارہ بن جاتا ہے۔ امام نووی، شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں کہ:

"رسول ﷺ کا سکوت بعض اوقات رضامندی کی علامت ہوتا ہے، خصوصاً جب وہ عمل سنت یا فطرت کے خلاف نہ ہو"[2]

اسی طرح ترکِ فعلی بھی حدیثِ غیر ملفوظ کی ایک جہت ہے، جو نہ صرف تربیتی پہلو رکھتی ہے بلکہ بسا اوقات تشریعی مفہوم بھی لیے ہوتا ہے۔ جیسے نبی کریم ﷺ کا بار بار کوئی فعل چھوڑ دینا، صحابہ کے لیے دلالتِ منع یا کم از کم ترکِ اولیٰ بن جاتا ہے۔

ابن قدامہ، روضۃ الناظر میں رقمطراز ہیں کہ:

"نبی ﷺ کا ترک اگر کسی فعل کی ممانعت کے قرینے کے ساتھ ہو تو اس سے حرمت ثابت ہوتی ہے، ورنہ وہ محض جواز یا ترکِ اولیٰ پر دلالت کرتا ہے"[3]

یہی اصول اشاراتِ نبوی پر بھی لاگو ہوتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا کسی عمل پر چہرہ بدل لینا، یا کسی معاملے پر غیر زبانی ردِّ عمل ظاہر کرنا یہ سب "حدیثِ غیر ملفوظ" کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ ان تمام افعال کی تشریعی حیثیت اصولیین کے نزدیک اس بات پر منحصر ہے کہ آیا ان میں تکرار، تعاملِ صحابہ اور سیاقی وضاحت پائی جاتی ہے یا نہیں۔

امام شوکانی کے نزدیک:

"الاشارة والاعراض والسكوت إذا اقترنت بها قرائن التشريع، صارت حجة"[4]

---

[1] ۔القرافی، الاحکام في تمييز الفتاوى عن الأحكام، قاہرہ: دار الباز، 1994، ص 67

[2] ۔نووی، شرح صحیح مسلم، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ج 1، ص 85

[3] ۔ابن قدامہ، روضۃ الناظر وجنۃ المناظر، ریاض: مكتبة المعارف، 2001، ج 1، ص 172

[4] ۔الشوکانی، إرشاد الفحول، بیروت: دار الكتب العلمية، 1999، ج 1، ص 232

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ترجمہ: اشارہ، اعراض اور سکوت جب تشریع کے قرائن سے جُڑ جائیں تو وہ حجت بن جاتے ہیں۔

گویا حدیثِ غیر ملفوظ ایک ایسا باب ہے جو تشریع، تفسیرِ سنت اور فہمِ نبوی حکمت کے لیے کلیدی درجہ رکھتا ہے، بشرطیکہ اسے صرف سکوت یا خاموشی نہ سمجھا جائے، بلکہ فعلِ معکوس (inverse action)، قرائنِ سیاق، اور نفسیاتی اشاروں کے تناظر میں سمجھا جائے۔

حدیثِ غیر ملفوظ کی حجیت: اصولی اختلافات اور مواقف

حدیثِ غیر ملفوظ وہ سنت ہے جو نبی کریم ﷺ کے قول کے بجائے سکوت، ترک، یا دیگر غیر ملفوظ افعال سے اخذ کی جاتی ہے۔ اصولیین کے ہاں اس کی حجیت پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک جماعت کے مطابق نبی کریم ﷺ کا سکوت، اگر کسی تشریعی موقع پر ہو اور وہ عمل شریعت کے عمومی مزاج سے متصادم نہ ہو، تو یہ تقریری سنت کی حیثیت رکھتا ہے۔[5]

اس کی واضح مثال گوہ (ضب) کے واقعہ سے ملتی ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ضَبٌّ، فَلَمْ يَأْكُلْهُ وَلَا نَهَى عَنْهُ، وَإِنَّمَا كَرِهَهُ[6]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گوہ تحفے میں دی گئی، آپ نے نہ اس کو کھایا اور نہ اس سے منع فرمایا، صرف ناپسند فرمایا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سکوت بعض اوقات جواز یا کم از کم اباحت پر دلالت کرتا ہے، بشرطیکہ اس کے ساتھ کوئی منفی قرینہ موجود نہ ہو۔[7]

دوسری جانب بعض اصولیین کی رائے میں ہر سکوت دلیل نہیں بن سکتا، بلکہ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ تعاملِ صحابہ، استمرارِ امت یا تشریعی قرائن بھی موجود ہوں۔[8]

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ترک بھی فقہی و اصولی لحاظ سے ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ بعض اہلِ علم اسے صرف استحباب یا ترکِ اولیٰ پر دال مانتے ہیں، جبکہ کچھ دیگر علماء اسے حرمت کی دلیل بھی تسلیم کرتے ہیں، بشرطیکہ قرائنِ منع موجود ہوں۔[9]

امام شوکانی اس بحث کو سمیٹتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ سکوت، ترک، یا اعراض جب قرائنِ تشریع سے مربوط ہوں تو وہ حجت ہوتے ہیں، ورنہ وہ دلیلِ شرعی نہیں بن سکتے۔[10]

احناف اس باب میں زیادہ محتاط رویہ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ہاں سکوت یا ترک کی حجیت تبھی مسلم ہوتی ہے جب تعاملِ صحابہ یا امت کا اجماعی رویہ بھی اس کے ساتھ ہو۔ اس کے برخلاف مالکیہ اور شوافع کے ہاں قرائن کی موجودگی میں اسے تشریعی اہمیت حاصل ہے۔ حنابلہ کی آراء دونوں کے درمیان اعتدال پر مبنی ہیں۔

گویا حدیثِ غیر ملفوظ کی حجیت ایک ایسا اصولی و اجتہادی مسئلہ ہے جس میں ظواہر سے زیادہ سیاق و سباق، قرائنِ حال، تعاملِ امت، اور مقاصدِ شریعت کو معیار بنایا گیا ہے۔

---

5 ۔ شہاب الدین القرافی، الاحکام في تمييز الفتاوى عن الأحكام وتصرفات القاضي والإمام قاہرہ: دار الباز، 1994،

6 ۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الأطعمة، حدیث 1946

7 ۔ یحیٰ بن شرف النووی، شرح صحیح مسلم بیروت: دار إحياء التراث العربي، 2003، جلد 1، ص 85

8 ۔ محمد بن احمد ابن رشد، بداية المجتهد ونهاية المقتصد بیروت: دار الفكر، 1996، جلد 1، ص 147

9 ۔ مقدسی ابن قدامہ، روضة الناظر وجنة المناظر، ریاض: مكتبة المعارف، 2001، جلد 1، ص 172

10 ۔ محمد بن علی الشوکانی، إرشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول بیروت: دار الكتب العلمية، 1999، جلد 1، ص 232

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

فقہاء و محدثین کی آراء میں حدیثِ غیر ملفوظ کا مقام

حدیثِ غیر ملفوظ، یعنی نبی کریم ﷺ کے غیر قولی اور غیر فعلی اشارات، جیسے سکوت یا ترک، کی حجیت پر فقہاء اور محدثین کے ہاں گوناگوں آراء پائی جاتی ہیں۔

محدثین، بالخصوص اصحابِ صحاح، اس نوع کی سنت کو بالعموم تقریری سنت کے زمرے میں شمار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی خاموشی، جب وہ کسی قول یا فعل کے بالمشافہ مشاہدے کے ساتھ ہو، اور آپ ﷺ نے اس پر نکیر نہ فرمائی ہو، تو وہ عمل مشروع سمجھا جاتا ہے۔[11]

فقہاء کی آراء اس باب میں زیادہ اصولی اور تجزیاتی نوعیت کی ہیں۔ احناف، مثلاً امام سرخسی، نبی کریم ﷺ کے ترک کو بذاتِ خود حجت نہیں مانتے، جب تک کہ اس ترک کی بنیاد پر صحابہ کا تعامل یا امت کا استقرار نہ ہو۔[12]

ان کے نزدیک ترک محض عدم فعل کی علامت ہے، جو حکم شرعی کی تعیین میں قطعی اثر نہیں رکھتا۔

شافعیہ کے نزدیک سکوتِ نبوی حجت بنتا ہے جب اس کے ساتھ واضح قرائن موجود ہوں۔ امام شافعی نے اس باب میں اعتدال کی راہ اختیار کی اور فرمایا کہ اگر نبی ﷺ کسی عمل پر سکوت اختیار کریں اور وہ عمل کسی معروف و مشہور صحابی سے صادر ہو، تو وہ تقریری حجت شمار ہو گا۔[13]

حنابلہ بالخصوص امام احمد بن حنبل، سکوت یا ترک کو اس وقت حجت تسلیم کرتے ہیں جب وہ کسی تعامل یا عمومی اجتناب کے ساتھ آیا ہو۔ ان کے نزدیک اگر رسول اللہ ﷺ نے کسی عمل سے عمر بھر اجتناب کیا ہو اور وہ عمل کسی جائز مقصد کے تحت ہو سکتا تھا، تو وہ ترک تشریعی حیثیت اختیار کرتا ہے۔[14]

مالکیہ، بالخصوص امام مالک، کے ہاں عملِ اہلِ مدینہ اور تعامل کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ وہ حدیثِ غیر ملفوظ کو تبھی معتبر سمجھتے ہیں جب وہ اہلِ مدینہ کے متواتر عمل یا معروف تعامل سے مطابقت رکھتی ہو۔[15]

امام شوکانی نے ان اختلافات کو سمیٹتے ہوئے لکھا کہ حدیثِ غیر ملفوظ کا مقام نہایت حساس ہے، اور اس کو کسی بھی واحد اصول پر پرکھنا غلطی کا باعث بن سکتا ہے۔ ان کے مطابق سکوت، ترک یا اعراض اس وقت حجت بن سکتا ہے جب وہ "مقامِ تشریع" پر واقع ہو، اور اس کے ساتھ تائیدی قرائن یا تعامل پایا جائے۔[16]

---

11 - یحییٰ بن شرف النووی، شرح صحیح مسلم بیروت: دار إحیاء التراث العربی، 2003، جلد 1، ص 86

12 - محمد بن احمد السرخسی، أصول السرخسي بیروت: دار المعرفة، 1993، جلد 1، ص 303

13 - محمد بن ادریس الشافعی، الرسالة قاہرہ: المطبعة الأمیریة، 1321ھ، ص 227

14 - احمد بن حنبل، المسند بیروت: مؤسّسة الرسالة، 2001، جلد 3، ص 345

15 - مالک بن انس، الموطا بیروت: دار احیاء التراث العربي، 1985، ص 112

16 - محمد بن علی الشوکانی، إرشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول بیروت: دار الکتب العلمية، 1999، جلد 1، ص 232

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ان تمام فقہی آراء سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حدیثِ غیر ملفوظ، اگرچہ ظاہری طور پر غیر قولی و غیر فعلی ہوتی ہے، مگر اس کی شرعی حیثیت سیاق، قرائن، تعامل، اور تشریعی پس منظر کے تابع ہوتی ہے۔ ہر فقہی مکتبۂ فکر نے اسے اپنے اصولی معیار کے مطابق پرکھا اور کہیں مکمل حجت، کہیں جزوی اور کہیں محتاط رویہ اختیار کیا۔ یہی اصولی تنوع، اسلامی فقہ کی وسعت اور اس کی دقتِ نظر کا مظہر ہے۔

تعاملِ صحابہ اور حدیثِ غیر ملفوظ کا شرعی وزن

حدیثِ غیر ملفوظ کو حجت شرعی تسلیم کرنے یا نہ کرنے کے مسئلے میں تعاملِ صحابہ ایک ایسا معتبر معیار ہے جسے تمام مکاتبِ فقہ نے تسلیم کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے سکوت یا ترک سے پیدا ہونے والے اشارتی احکام کی حیثیت صحابہ کے عملی ردعمل سے زیادہ واضح ہوتی ہے۔ اگر صحابہ کسی فعل کو رسول اللہ ﷺ کی خاموش موجودگی میں انجام دیں اور وہ عمل بعد ازاں ان کی زندگیوں میں بھی برقرار رہے، تو یہ اس فعل کے جواز بلکہ مشروعیت پر قوی قرینہ بن جاتا ہے۔

مثال کے طور پر، جب بعض صحابہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے بعض امور انجام دیے اور آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی، تو صحابہ نے اس سکوت کو اقرار سمجھا اور بعد میں بھی اس پر عمل پیرا رہے۔ ایک اہم مثال حضرت خالد بن ولیدؓ کا ضب کھانا ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ضَبٌّ، فَلَمْ يَأْكُلْهُ وَلَا نَهَى عَنْهُ، وَإِنَّمَا كَرِهَهُ، وَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ[17]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گوہ تحفہ میں دی گئی، آپ نے نہ کھایا اور نہ اس سے منع کیا، صرف ناپسند فرمایا، اور وہ آپ ﷺ کے دسترخوان پر کھائی گئی۔

یہی وہ مقام ہے جہاں تعاملِ صحابہ سکوتِ نبوی کو مؤثر دلیل میں تبدیل کر دیتا ہے۔ امام شاطبی نے اسے "عملی اجماعِ صحابہ" کا مقام دیا ہے اور فرمایا کہ اگر کسی غیر قولی سنت پر صحابہ کا تعامل مسلسل چلا آئے، تو وہ سنت قولی سے بھی زیادہ قوی دلیل شمار ہوتی ہے۔[18]

حنفی فقہاء تعاملِ صحابہ کو حدیثِ غیر ملفوظ کے فہم میں مرکزی حیثیت دیتے ہیں۔ امام سرخسی کے مطابق اگر سکوتِ نبوی کسی فعل پر ہو اور وہ فعل صحابہ کے درمیان جاری و ساری ہو جائے، تو یہ اس کے جواز کی واضح دلیل ہے۔[19]

اس کے برخلاف اگر کسی فعل سے نبی اکرم ﷺ نے اجتناب فرمایا ہو اور صحابہ نے بھی اس فعل کو ترک کیے رکھا ہو، تو یہ ترکِ نبوی حجتِ حرمت پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی تعاملِ صحابہ ترک کو قوت عطا کرتا ہے، جیسے فعل پر کرتا ہے۔

محدثین نے بھی تعاملِ صحابہ کو تفسیرِ سنت کے طور پر دیکھا ہے۔ امام بخاری کا منہج تھا کہ وہ کسی سکوتی یا تقریری حدیث کو اگر صحابہ کے عمل سے مؤکد پاتے تو اسے روایت میں خاص مقام دیتے۔[20]

---

17 ۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الأطعمة، رقم الحديث حدیث 1946

18 ۔ إبراهيم بن موسى الشاطبي، الموافقات في أصول الشريعة[بیروت: دارالمعرفة، 1997]، جلد 4، ص 99

19 ۔ محمد بن أحمد السرخسي، أصول السرخسي بیروت: دار المعرفة، 1993، جلد 1، ص 303

20 ۔ محمد بن إسماعيل البخاري، الجامع الصحیح مدینہ: مكتبة دار الطيبة، 2001، مقدمہ

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

گویا یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ حدیثِ غیر ملفوظ کی اصل معنویت اس وقت مکمل ہوتی ہے جب وہ تعاملِ صحابہ سے جُڑ جائے۔ یہ تعامل سنتِ تقریریہ کو ایک اجماعی پشت پناہی دیتا ہے، اور اسے محض سکوت سے ایک مؤثر شرعی دلیل کی صورت میں بدل دیتا ہے۔

حدیثِ غیر ملفوظ کی اصولی حجیت کا عصری دائرہ

عصرِ حاضر میں جہاں اسلامی فقہ کو نئی تہذیبی، قانونی اور معاشرتی جہات کا سامنا ہے، وہاں حدیثِ غیر ملفوظ کی اصولی حیثیت پر از سرِ نو غور و فکر ناگزیر بن چکا ہے۔ غیر ملفوظ سنت، جو نبی اکرم ﷺ کے سکوت، ترک یا تقریری اشاروں پر مبنی ہے، آج کی اجتہادی فکر میں ایک ایسا حوالہ بن سکتی ہے جو شریعت کے مقاصد اور تقاضوں کے ساتھ زیادہ ہم آہنگ ہے۔

اجتہادِ جدید کے اصولوں میں سیاق و سباق، عرف، تعامل، اور مصالحِ مرسلہ کو جو مقام حاصل ہے، اس نے حدیثِ غیر ملفوظ کی اہمیت کو دوچند کر دیا ہے۔ خاص طور پر ماحولیاتی، طبی، معاشرتی، اور ٹیکنالوجی سے متعلق جدید امور میں جہاں واضح نصوص موجود نہیں، وہاں سکوتِ نبوی یا نبی ﷺ کا کسی عمل پر اعتراض نہ کرنا تشریعی گنجائش کی علامت سمجھا جا سکتا ہے، بشرطیکہ وہ شریعت کے عمومی مزاج سے متصادم نہ ہو۔[21]

مثال کے طور پر: بعض جدید طبی مسائل جیسے اعضاء کی پیوندکاری یا اعضاء کا عطیہ دینا ایسے موضوعات ہیں جن پر واضح سنت قولی موجود نہیں، لیکن سکوتی یا تقریری سنت کے اصولی زاویے سے اس پر اجتہاد ممکن ہے۔ اگر کوئی فعل رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سامنے آتا اور آپ ﷺ اس پر خاموشی اختیار کرتے، تو وہ اباحت پر دلالت کرتا — یہی اصول آج کے اجتہاد میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔[22]

اسی طرح ترکِ نبوی کے اصولی پہلو کو بھی عصری اصولی فکر نے اجتہادی حوالوں میں شامل کیا ہے۔ ترکِ نبوی کو بعض اہلِ علم نے مصلحتِ وقتی پر محمول کیا ہے، یعنی بعض افعال نبی کریم ﷺ نے اس لیے ترک کیے کہ ان کا وقت یا عرف مناسب نہ تھا، نہ کہ وہ شرعاً ناجائز تھے۔ اس نظریے نے بہت سے معاصر مسائل میں سہولت و توسع پیدا کی ہے۔[23]

بعض عصری اصولیین جیسے علامہ رفیع عثمانی اور مفتی تقی عثمانی نے بھی یہ موقف اختیار کیا کہ سکوت یا ترک کو سماجی، عرفی اور تدریجی پہلوؤں کے ساتھ سمجھا جائے، نہ کہ انہیں مطلق حجت یا قطعی ممانعت کا معیار قرار دیا جائے۔[24]

---

21 ۔ ہو محمد طاہر بن عاشور، مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ بیروت: دار النفائس، 2001، ص177

22 ۔ یوسف القرضاوي، الاجتهاد في الشريعة الإسلامية بیروت: مؤسسة الرسالة، 2002، ص244

23 ۔ عبد الکریم زیدان، المدخل لدراسة الشريعة الإسلامية بغداد: مكتبة المنار، 1990، ص299

24 ۔ محمد تقی عثمانی، أصول الفقه الإسلامي کراچی: مکتبہ دارالعلوم کراچی، 2007، ص221

الغرض، موجودہ دور میں جہاں جدید مسائل کی پیچیدگیاں فقہی فکر کو آزمائش میں ڈال رہی ہیں، وہاں حدیثِ غیر ملفوظ کا اصولی دائرہ نہ صرف وسعت اختیار کر رہا ہے بلکہ یہ اجتہادِ معاصر کی بنیادوں میں ایک نہایت اہم جزو کے طور پر شامل ہو چکا ہے۔

خلاصۂ بحث

حدیثِ غیر ملفوظ، جو رسولِ اکرم ﷺ کے غیر قولی اشارات، سکوت، ترک، یا تقریر پر مبنی ہوتی ہے، اصولِ فقہ اور فقہ اسلامی میں ایک نہایت نازک اور دقیق بحث کا مقام رکھتی ہے۔ اس مقالے میں ہم نے دیکھا کہ:

سکوتِ نبوی اگر مقامِ تشریع پر ہو تو وہ سنتِ تقریریہ بن جاتا ہے۔

ترکِ نبوی، بغیر کسی صریح ممانعت کے، ہرگز حرمت پر دلالت نہیں کرتا جب تک کہ اس کے ساتھ واضح قرائن و تعامل نہ ہوں۔

فقہاء کے ہاں اس کی حجیت پر اختلاف پایا جاتا ہے، مگر تعاملِ صحابہ اس حجیت کو قوت عطا کرتا ہے اور سنتِ تقریر کو اجماعِ عملی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

عصری اجتہاد اور مقاصدِ شریعت کے تناظر میں، حدیثِ غیر ملفوظ کو ایک اعتدال پسند اصولی ہتھیار کے طور پر اپنایا جا رہا ہے، جو سختی کے بجائے فہم، سیاق، عرف اور سہولت پر مبنی ہے۔

یہ مضمون اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ حدیثِ غیر ملفوظ، اگرچہ بادی النظر میں خاموش پیغام ہے، لیکن اصولی شعور، صحابہ کے تعامل، اور اجتہادی بصیرت کی روشنی میں وہ واضح شرعی دلالت کی طاقت رکھتی ہے۔ اس کے فہم میں افراط و تفریط سے گریز اور توازن، گہرائی، اور سیاقِ فہم نہایت ضروری ہے۔

مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم
2. مسلم بن حجاج۔ الصحیح۔ بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 2000، کتاب الأطعمة، حدیث: 1946۔
3. بخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ مدینہ: مکتبۃ دار الطیبۃ، 2001۔
4. ابوداود، سلیمان بن اشعث۔ السنن۔ بیروت: دار الفکر، 1995۔
5. ترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ الجامع۔ بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 2000۔
6. نسائی، احمد بن شعیب۔ السنن الکبری۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1991۔
7. ابن ماجہ، محمد بن یزید۔ السنن۔ بیروت: دار الفکر، 1998۔
8. احمد بن حنبل۔ المسند۔ بیروت: مؤسّسۃ الرسالۃ، 2001۔
9. نووی، یحیٰ بن شرف۔ شرح صحیح مسلم۔ بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 2003۔
10. شافعی، محمد بن ادریس۔ الرسالۃ۔ قاہرہ: المطبعۃ الأمیریۃ، 1321ھ۔
11. مالک بن انس۔ الموطأ۔ بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1985۔
12. ابن قدامہ، مقدسی۔ روضۃ الناظر وجنۃ المناظر۔ ریاض: مکتبۃ المعارف، 2001۔
13. سرخسی، محمد بن احمد۔ أصول السرخسي۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1993۔
14. شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات في أصول الشریعۃ۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1997،
15. شوکانی، محمد بن علی۔ إرشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الأصول۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1999،
16. ابن رشد، محمد بن احمد۔ بدایۃ المجتهد ونهایۃ المقتصد۔ بیروت: دار الفکر، 1996۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

17. ابن قیم، محمد بن ابی بکر۔ إعلام الموقعین عن رب العالمین۔ بیروت: دار الجیل، 2000۔
18. ابن تیمیه، احمد بن عبد الحلیم۔ مجموع الفتاویٰ۔ مدینه: مجمع الملک فهد لطباعة المصحف، 2002۔
19. بن عاشور، محمد طاہر۔ مقاصد الشریعة الإسلامیة۔ بیروت: دار النفائس، 2001۔
20. قرضاوی، یوسف۔ الاجتهاد في الشریعة الإسلامیة۔ بیروت: مؤسسة الرسالة، 2002۔
21. زیدان، عبد الکریم۔ المدخل لدراسة الشریعة الإسلامیة۔ بغداد: مکتبة المنار، 1990۔
22. عثمانی، محمد تقی۔ اَصول الفقه الإسلامي۔ کراچی: مکتبه دار العلوم کراچی، 2007۔